# تبصرے

**ماڈرن اسلام اِن انڈیا** (Modern Islam in India.) مصنفہ مسٹر ولفریڈ کینٹول اسمتھ

تقطیع کلاں ضخامت ۳۹۹ صفحات ٹائپ روشن قیمت مجلد ۱۵؍ روپیہ ، منروا بک شاپ انار کلی لاہور

مسٹر ولفریڈ کینٹول اسمتھ نے جو فارمن کرسچین کالج لاہور کے اسلامی تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ اس ضخیم اور پراز معلومات کتاب میں ان فکری اور عملی تبدیلیوں کا جائزہ لیا ہے جو مختلف حالات و اسباب کے ماتحت ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد سے ۱۹۴۲ء تک مسلمانانِ ہند میں پیدا ہوتی رہی ہیں اور جن کی وجہ سے اس مدت میں مختلف قسم کی دینی اور سیاسی، سماجی اور معاشرتی تحریکیں پیدا ہوئیں۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے پہلے حصہ میں اسلامی افکار کے تدریجی ارتقا اور عہد بعہد کی تبدیلیوں کا بیان ہے۔ اس حصہ کا آغاز طبعی ترتیب کے مطابق سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء کی جماعت سے ہوتا ہے۔ پھر سید امیر علی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال پر مستقل دو باب ہیں اس حصہ میں فاضل مصنف نے بڑی خوبی اور تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ سرسید احمد خاں کی تحریک برطانوی کلچر کی حمایت میں تھی۔ وہ مسلمانوں کو اس کلچر کے اپنا لینے کی دعوت دیتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اب جبکہ انگریزوں کے قدم ہندوستان کی سرزمین میں جم گئے ہیں مسلمانوں کے لئے باعزت طریقہ پر زندگی بسر کرنے کا ذریعہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے انگریزی تعلیم کی ایک درسگاہ قائم کی۔ ملک کا دورہ کرکے اس تعلیم کا پروپیگنڈہ کیا اور تہذیب الاخلاق کے نام سے ایک رسالہ نکالا جس میں انھوں نے اصلاحی، معاشرتی اور تمدنی و اخلاقی مضامین لکھکر ایک طرف تو مسلمانوں کے دل سے اس وحشت اور نفرت کو دور کرنے کی کوشش کی جو وہ انگریزوں کے اور ان کے تمدن و کلچر کے خلاف رکھتے تھے اور دوسری جانب انگریزوں کے

دل میں مسلمانوں کی طرف سے جو بے اعتمادی اور شکوک و شبہات تھے ان کی صفائی کرنی چاہی پھر سید امیر علی کا دور آیا تو وہ سر سید کی طرح برطانوی کلچر سے مرعوب نہیں تھے۔ بلکہ وہ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ اسلامی کلچر اور اسلامی تہذیب و تمدن اپنے اصلی خط و خال میں برطانوی کلچر سے کہیں زیادہ فائق ہے۔ چنانچہ انھوں نے مختلف مضامین اور کتابیں لکھکر اسلامی تعلیمات کی حقانیت و صداقت کو واضح کیا اور خود یورپ کو اس کے قبول کر لینے کی دعوت دی۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال مرحوم کا عہد آیا تو انھوں نے ایک مخصوص نقطۂ نظر سے اسلام کا فلسفۂ حیات پیش کیا۔ جس میں ماضی کی شاندار عظمتوں پر زور بیان صرف کرنے کے بجائے مستقبل کی تعمیر نو کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی پر زور دعوت دی گئی تھی۔ کتاب کا پہلا حصہ ان مباحث پر ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرے حصہ میں تحریکِ خلافت، اسلام اور قومیت، خاکسار تحریک، مسلم لیگ۔ جمعیۃ علمائے ہند۔ مجلس احرار، مومن کانفرنس، آزاد مسلم کانفرنس، خدائی خدمتگار اور بعض دینی اداروں اور جماعتوں کا تذکرہ و بیان ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے اور اس کے لئے جہاں جہاں سے مواد فراہم ہو سکتا تھا انھوں نے اس کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ نتائج کے اخذ کرنے اور مختلف اسلامی تحریکوں کی اصل روح کو سمجھنے میں مصنف اور مسلمانانِ ہند دونوں کا نقطۂ نظر ہر جگہ ایک نہیں ہو سکتا علی الخصوص سر سید اور اقبال کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ہمارے نزدیک اس میں متعدد مواقع پر بحث و گفتگو کی ضرورت ہے۔

سر سید کی تحریک کے سلسلہ میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ علمائے کرام نے اس کی مخالفت کسی جماعتی خود غرضی کی بنا پر کی تھی، انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کا۔ ایک پرانا خیال ہے جس کی تردید اب خود اس طبقہ کے روشن خیال اور سنجیدہ حضرات بارہا کر چکے ہیں

اسی طرح ڈاکٹر اقبال کی نسبت یہ لکھنا بھی صحیح نہیں ہے کہ ان کا اسلامی فلسفۂ حیات کوئی نیا فلسفہ تھا اور اقبال کے اخلاقیات اسلام کے قدیم روایاتی اخلاقیات سے مختلف تھے (ص ۱۲۳-۱۲۴)